جامعہ مدنیہ لاہور کا علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ

سرپرست

استاذ العلماء حضرۃ مولانا سید حامد میاں مدظلہ مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور

ماہنامہ انوار مدینہ

جلد : ۴
شمارہ : ۹

صفر ۱۳۹۴ھ • مارچ ۱۹۷۴ء

تر: حبیب الرحمٰن اشرف

جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور
فون
۶۲۹۳۲

محتویات

اداریہ ------------- ۲

سیرۃ مبارکہ --- مولانا سید محمد میاں مدظلہم ۷

اصحاب رسول --- مولانا بشیر احمد قاسمی ۲۰

تعلیم الرفق فی طلب الرزق مولانا محمد موسیٰ مدظلہٗ -- ۲۳

مولانا عبد المنان دہلوی -- جناب مسلم غازی ۲۷

شیخ الاسلام کی مجلس میں مولانا عبد الکریم صابر ۲۸

تبصرہ ------------- ۳۱

★

بدل اشتراک: سالانہ سات روپے طلبہ کیلئے پانچ روپے فی پرچہ ۶۵ پیسے

سید حامد میاں مہتمم جامعہ مدنیہ، طابع و ناشر نے مکتبہ جدید پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ انوار مدینہ جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا۔

۲۶۴۶۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ممالک اسلامیہ کی لاہور کانفرنس

مسلم ممالک کے بدلتے ہوئے ترقی پذیر حالات میں لاہور کانفرنس ایک سنگِ بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے، خداوند کریم کا بہت بڑا احسان ہوا کہ یہ اہم ترین کام نہایت درجہ حسن وخوبی سے انجام پاگیا، اور یہ قابلِ احترام مہمان پاکستانی عوام کے جوشِ عقیدت کے مظاہرے دیکھ کر خوش خوش رخصت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اس اتفاق اتحاد اور محبت میں اور اضافہ فرمائے اور امت مسلمہ کو اپنی طاعات کی توفیق بخشے اور دشمنانِ اسلام کو پارہ پارہ کرے۔

مقامِ شکر ہے کہ عرب برادری نے یہ دعوت قبول کرکے پاکستان کی بہت عزت افزائی کی، اس پر ہماری قوم کا ہر فرد ان کا ممنون ہے۔

جہاد کی برکات سے یہ بلاک وجود میں آیا اور مسلم برادری کا ایک عظیم اجتماع متشکل ہونے لگا، پاکستان کو بھی اس سعادت میں وافر حصہ ملا، اس اعتبار سے بھی کہ یہ کانفرنس پاکستان کے لئے اپنے عرب بھائیوں کو اپنے حالات اور ترقیاتی منصوبوں سے باخبر کرنے کا ایک قدرتی ذریعہ بن گئی۔

صدر قذافی اور عرب امارتوں کے صدر زید بن سلطان کا دورۂ پاکستان اس کانفرنس کے نقد نتائج میں سے ہے اور امید کی جاتی ہے کہ اس قسم کے نتائج سعیدہ اور بھی ظہور میں آتے رہیں گے۔

اِس سے بھی عظیم کارنامہ

ہم وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کی توجہ اس طرف مبذول کرانی چاہتے ہیں کہ وہ جمہوریہ اسلامیہ پاکستان میں مسلمانانِ پاکستان کو آئین میں ترمیم کراکر یہ اجازت دے دیں کہ باشندگانِ پاکستان کو یہ اختیار ہو کہ وہ اگر اپنے نزاعی معاملات کا فیصلہ شرعی حل کی روشنی میں کرانا

چاہیں تو کر اسکیں ۔

اس صورت میں فی الحال نہایت آسان طریقہ یہ ہوگا کہ ہر ضلع میں صرف ایک قاضی مقرر کردیا جائے یا ایک مجسٹریٹ کے ساتھ ایک عالم مقرر کردیا جائے، کہ وہ عالم مجسٹریٹ کو شرعی فیصلہ سے آگاہ کرے اور مجسٹریٹ اس کا نفاذ کردے۔

جناب سردار عبد القیوم صاحب صدر آزاد کشمیر نے بھی عملی قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے انھیں عملی اقدام میں جو دشواریاں پیش آرہی ہونگی ان کا حل بھی یہی ہے ۔

جناب وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو آل پاکستان سطح پر اس عظیم کارِ خیر کی انجام دہی پر پوری قدرت رکھتے ہیں اور ایک مسلمان کے لئے بخشش و سعادت اخروی حاصل کرنے کا اس سے بڑا کونسا موقع ہوسکتا ہے کہ وہ عمر کے کسی حصہ میں اقتدار کی اس بلندی پر پہنچے کہ اپنے اقتدار سے سلام کو فائدہ پہنچانے پر پوری طرح قادر ہو ۔

ہم جناب سردار عبد القیوم کی خدمت میں اس اقدام پر تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور جناب وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو سے امید رکھتے ہیں کہ وہ مجوزہ مذکورۂ بالا صورت ملک میں رائج کرکے ملت اسلامیہ پاکستان کو اوج کمال پر پہنچائیں گے ۔

اس طرح کی خدمت میں اگر ہم سے کوئی کام لیا جائے تو ہم اسے سعادت سمجھیں گے، اور کون مسلمان ہے جو اس کام میں آپ کے ہاتھ مضبوط کرنے میں ذرا بھی پس و پیش کرے

کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

نہایت ہی دکھ کے ساتھ آج یہ لکھا جارہا ہے کہ حضرۃ مولانا عبد المنان صاحب دہلوی اس دنیا سے ۱۹ جنوری ۷۴ء کو رخصت ہوگئے ۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

مولانا موصوف کی زندگی دردتھی اور مجلس باغ و بہار تھی، وہ عابد و زاہد تھے، شب زندہ دار تھے، حافظِ قرآن تھے، عالمِ بے مثال تھے ۔

ایسے حضرات بھی بہت کم ہوتے ہیں کہ جنھیں درسیات پڑھاتے پڑھاتے ازبر ہوگئی ہوں اکثر جید علماء حافظ مباحث و مشکلات ہوتے ہیں، رہا یہ کہ انھیں کتابیں بھی ازبر ہوں ایسے حضرات بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ پھر ایسی مثال تو بہت ہی کم دیکھنے میں آئی ہوگی کہ پڑھانے کا مشغلہ نہ رہا ہو اور مشکل ترین اور آسان سب ہی کتابیں ازبر ہوں۔ مولانا عبدالمنان صاحب اسی قسم کے عالم تھے تقریباً تمام کتابیں زبانی یاد تھیں اور تمام مشکل مقامات کے مباحث بھی ازبر تھے۔

اس کے علاوہ بیعت وارشاد، ذکر و شغل محبوب ترین غذائے روح تھے۔

ان خوبیوں والا شخص خاموش طبع اور یکسو مزاج ہونا چاہیئے، لیکن مولانا یکسر مختلف تھے، وہ ہر جگہ چھوٹے بڑوں سے گھل مل جاتے تھے، لباس، وضع قطع، رہن سہن میں تکلفات نام کو بھی نہ تھے، جیسے انھیں اپنی بڑائی کی خبر ہی نہ تھی۔ وہ جب مجلس میں بیٹھتے تو شعر و شاعری کا بازار بھی گرم ہوجاتا۔ پُر درد شعر بڑے درد سے پڑھتے تھے، انداز وجد آفریں ہوتا تھا۔ اردو، فارسی اور عربی تینوں زبانوں کے ماہر تھے اور قصائد کے قصائد یاد تھے۔

عربی قصیدہ نویسی کا شوق ہوا تو عربی نظم ان کے لئے اردو نظم سے بھی آسان ہوگئی۔ ان کے عربی اشعار اگر جمع کئے جائیں تو اردو اشعار سے بہت زیادہ ہوں گے۔ اور شاید نصف دیوان متنبی کی برابر دیوان مرتب ہوجائے۔

لیکن اس دار فناء میں بقاء کسی کو بھی نصیب نہیں نہ ایک خوبی والے کو نہ ہزار خوبیوں والے کو ہے، نہ مجسم خوبیوں والوں کو ہوئی، صرف اسی ذات پاک کو بقاء ہے باقی سب فانی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جنت الفردوس میں مقام نصیب فرمائے۔ آمین۔

مولانا شمس الدین صاحب کی شخصیت بہت ہی نوخیز تھی، وہ علماء کرام کے کشادہ ذہن کا ایک نمونہ تھے، وجیہ، خوب رو، خوش وضع، خوش خلق تھے۔ ان کا ہنس مکھ چہرہ اور خوش مذاقی یاد آتی ہے تو دل بے تاب ہوتا ہے، انکی شہادت صرف سیاسی قتل ہی کی ایک کڑی ہے۔

؎ وہ کب کے آئے بھی اور گئے بھی نظر میں اب تک سما رہے ہیں
یہ چل رہے ہیں وہ پھر رہے ہیں یہ آرہے ہیں وہ جا رہے ہیں

وہ بھی علماء کرام میں سے اس بات کا نمونہ تھے کہ علم و عمل کے ساتھ اس دور کے تمام تقاضے بحسن و خوبی انجام دئے جا سکتے ہیں۔

ان کی شہادت ہم سب کے لئے گہرا صدمہ ہے۔

اللہ تعالیٰ جماعت میں ان کا بدل پیدا فرمائے، ان کے پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل دے اور ان کا کفیل ہو۔ وتغمدہ اللہ برحمتہ و رضوانہ آمین۔

ہمارے جامعہ کے ایک معزز ترین رکن جناب الحاج حافظ محمد سعید صاحب دہلوی کی والدہ ماجدہ کچھ عرصہ علیل رہ کر گذشتہ ہفتہ وفات پا گئیں۔

حافظ صاحب جامعہ کے اراکینِ کراچی کی تنظیم کے صدر ہیں اور مخلص معاون ہیں، حضرت شیخ الاسلام مولانا السید حسین احمد المدنی قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل ہے، حافظ قرآن پاک ہیں اور ہر سال رمضان میں تراویح میں سنانا معمول ہے، بارہا سعادت حج حاصل کر چکے ہیں۔ آپ کے بھائی بیٹے اور بھتیجے سب ہی نیکیوں اور سعادتوں سے مزین ہیں۔ ان کا صدمہ ہم سب کے لئے باعث الم ہے۔

ہم بھی دست بدعا ہیں اور قارئین کرام سے بھی مستدعی ہیں کہ حافظ صاحب مدظلہٗ کی والدہ صاحبہ مرحومہ کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت فرما کر ماجور ہوں، اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ان کے لئے سایۂ والدہ کا کام دے اور ان کو اس صدمہ پر اجر وافر حاصل ہو۔

رحمہا اللہ تعالیٰ وغفر لنا و لہا و للامۃ المحمدیۃ قاطبۃ آمین

حامد میاں

کارواں سے کیسے کیسے لوگ رخصت ہو گئے
چل رہے تھے کچھ فرشتے جیسے انسانوں کے ساتھ

دیباچہ

۳

سیرۃِ مبارکہ

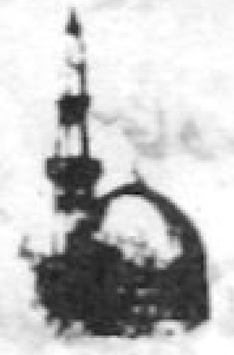

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن اور تاریخ کے آئینے میں

شیخ الحدیث حضرۃ مولانا سیّد محمّد میاں ادام اللہ معالیہم

●

خصوصیاتِ عرب

عرب قبل از اسلام (عرب جاہلیت) کی قصیدہ خوانی مقصود نہیں ہے لیکن ان حقائق سے گریز بھی درست نہیں ہے جو افقِ تاریخ پر صبحِ صادق کی طرح روشن ہیں۔ سیرۃ مبارکہ اور تاریخ اسلام کے بھی تمام گوشے اسی وقت اجاگر ہو سکتے ہیں جب ماحول کی صحیح تصویر سامنے ہو۔

تاریخ کا کوئی مبصر بھی انکار نہیں کر سکتا کہ عربی معاشرہ (سماج) میں سخاوت، بہادری، خود اعتمادی، غیرت و حمیت، خودداری، روایات کی حفاظت، عہد اور قول کی پابندی، عہد شکنی اور غلط بیانی سے نفرت ایسے اوصاف[1] تھے کہ کم از کم اس دور میں کوئی دوسری قوم ان کی نظیر نہیں پیش کر سکتی تھی۔ اس دعوی کی

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی کس قدر معنی خیز ہے بعثت لاتمم مکارم الاخلاق (او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ مکارم (اخلاقِ عالیہ) کی تکمیل کردوں۔ اس ارشادِ گرامی میں اخلاق کی نفی نہیں ہے بلکہ مکارم اخلاق (اعلیٰ اخلاق) کا اعتراف مضمر ہے۔ البتہ ان میں افراط تفریط ہے، جس کی اصلاح کی ضرورت ہے یہی تکمیل ہے واللہ اعلم۔

تصدیق کے لئے تاریخ کا وسیع دفتر جو حقائق پیش کر سکتا ہے ان میں سے چند مثالیں بطور نمونہ پیش کیجارہی ہیں

سخاوت (جود و سخا)

سخاوت کے یہ معنے نہیں تھے کہ پیٹ بھرنے پر کچھ نوالے کسی فقیر کو دیدیئے جائیں بلکہ سخاوت کا مطلب یہ مانا جاتا تھا کہ جذبہ یہ ہو کہ خود بھوکا رہے اور دوسرے کو شکم سیر کرے اور اسی کو وہ اپنی کامیابی سمجھے اور اس پر ایسا خوش ہو گویا اس کی مراد پوری ہو گئی۔

نعمان بن منذر کی یہ بات صحیح تھی (جو اس نے شہنشاہِ ایران کے دربار میں کہی تھی) کہ معمولی عرب جس کا کل اثاثہ ایک اونٹنی ہے اگر اس کے یہاں مہمان آجاتا تو وہ اس میں بڑی خوشی محسوس کرتا تھا کہ اپنی زندگی کی پونجی (اس اونٹنی) کو ذبح کردے اور دل کھول کر اپنے مہمان کی مدارات کرے۔ قبیلہ طے کا سردار "حاتم" سخاوت میں مشہور تھا، وہ صرف دو چیزیں محفوظ رکھتا تھا اور باقی سب کچھ بخش دیا کرتا تھا۔ گھوڑا۔ اور اسلحہ۔ مگر موسمِ سرما میں ایک روز ایسا ہوا کہ وہ تہی دست تھا، اس کے یہاں فاقہ تھا، رات ہوئی تو بچوں کو بھوکے پیٹ کسی طرح لوری دے کر اور تھپک تھپک کر سلا دیا۔ مگر جب بچے سو چکے تو خیمہ کا ایک کنارہ اٹھا اور ایک عورت اپنے بچے ساتھ لئے ہوئے خیمہ میں داخل ہوئی اور حاتم سے فریاد کی کہ وہ خود بھی بھوکی ہے بچے بھی بھوک سے تڑپ رہے ہیں، رات آدھی ہو رہی ہے مگر بھوک کی وجہ سے نہ اسکو نیند آتی ہے نہ بچوں کو۔

ابھی عورت کے یہ الفاظ پورے نہیں ہوئے تھے کہ حاتم اٹھا، چھری ہاتھ میں لی اور اپنے محبوب گھوڑے کو ذبح کر ڈالا پھر آگ جلائی اور چھری اس عورت کو دیدی کہ گوشت کے پارچے کاٹے اور خود کھائے اور بچوں کا پیٹ بھرے۔ پھر حاتم اپنے خیمے سے نکلا اور قرب و جوار کے تمام غریب لوگوں میں گھوم آیا کہ گھوڑا ذبح ہوا ہے چلو گوشت کھاؤ، چنانچہ آس پاس کے تمام لوگ آگئے۔

حاتم کی بیوی کا بیان ہے کہ تھوڑی دیر میں گوشت ختم ہو گیا صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں اور حاتم اور اس کی بیوی اور بچے جیسے پہلے بھوکے تھے اب بھی بھوکے رہے کسی کو ایک بوٹی بھی نصیب نہیں ہوئی۔ لہ

شیخ قبیلہ رات کو اونچی جگہ پر آگ جلوا دیا کرتا تھا، اس طرف سے گذرنے والے مسافر اور قافلے

لہ عقد الفرید ج ۱ ص ۱۰۱ وغیرہ

کو دیکھ کر قبیلے میں پہنچنے، شیخ قبیلہ ان کا میزبان ہوتا۔

لطف یہ ہے کہ یہ آنے والے مسافر اگر عرب ہوتے تو وہ اس کو اپنا حق سمجھتے تھے کیونکہ وہ خود بھی قبیلہ میں آنے والوں کی اسی طرح مدارات کیا کرتے تھے۔

ایسی ضیافتوں کے لئے ہر وقت سامان تیار رہتا تھا۔ ایک عورت نے اپنے شوہر کی یہ خصوصیت فخریہ بیان کی تھی،

"اس کے اونٹ زیادہ اصطبل ہی میں رہتے ہیں، تھوڑے سے اونٹ چراگاہوں میں بھیج دیئے جاتے ہیں، یہ اونٹ جیسے ہی باجے کی آواز سنتے ہیں یقین کر لیتے ہیں کہ اب ذبح ہو جائیں گے"۔ ؎۳

اس خاتون کے ان مختصر الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے شوہر کا طریقہ یہ ہے کہ جب مہمانوں کے آنے کی اس کو اطلاع ملتی ہے تو وہ ان کے استقبال میں باجے بجواتا ہے اور جب وہ آجاتے ہیں تو

؎۱ حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف شمار کرتے ہوئے فرمایا تھا: تقری الضیف آپ مہمانوں کی ضیافت کیا کرتے ہیں۔ تو مہمانوں سے ایسے ہی مہمان مراد تھے۔ تفصیل نزول وحی کے تذکرہ میں آگے آئیگی۔ انشاء اللہ۔

؎۲ متعدد احادیث (مثلاً حدیث عقبہ بن عامر جس میں یہ ہے خذوا من حق الضیف الذی ینبغی لھم بخاری ص ۹۰۶ نیز حدیث ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ جس میں یہ ہے لقد استضغنا کم فلم تضیفونا. بخاری شریف ص ۳۰۴) اس حق کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ جہاں نہ کوئی بازار ہو نہ مسافروں کی سرائے۔ وہاں انسانی ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ مسافر کو مہمان مانا جائے۔ ہمارے یہاں بھی یہ رواج ہے۔ فرق یہ ہے کہ ہمارے یہاں اجنبی مسافر کو سر پڑا مہمان سمجھا جاتا ہے اور عرب اس کو معزز مہمان سمجھتے تھے اور اس کی وہی مدارات کیا کرتے تھے جیسے مدعو مہمان کی۔ سنا ہے عرب قبائل میں اب بھی یہ جذبہ ہے۔

؎۳ بخاری شریف ص ۷۸۰ حدیث ام زرع۔

اونٹ ذبح کر اگر بڑے حوصلہ سے ان کی ضیافت کرتا ہے ، یہ صورت گاہے گاہے نہیں ہوتی بلکہ اتنی کثرت سے ہوتی رہتی ہے کہ عقل و شعور سے محروم اونٹ بھی اس سے آشنا ہو گئے ہیں کہ جہاں دہ باجے کی آواز سنتے ہیں یقین کر لیتے ہیں کہ اب ان کا نمبر آگیا ، کیونکہ مہمان آئے ہیں جنکی مدارات کے لئے انکو یقیناً ذبح کر دیا جائے گا[1] ۔ اور چونکہ مہمانوں کے آنے کا کوئی وقت مقرر نہیں اس لئے وہ اپنے اونٹ چراگاہ نہیں بھیجتا کہ وہاں سے منگوانے میں دیر ہوگی ۔ بلکہ مکان کے قریب ہی اصطبل (مبرک) میں ان کو محفوظ رکھتا ہے اور ان کے چارے کا خرچ برداشت کرتا رہتا ہے ۔

میزبانی اور مہمانی کی تقریب کے علاوہ بڑے آدمی کی شان یہ ہوتی تھی کہ اس کے ہاں خورد و نوش کی مجلسیں آباد رہیں ، رقص و سرود بھی رہے اور غربا پروری بھی ۔ قومی شعراء ایسی مجالس کی تعریفوں میں رطب اللسان رہتے تھے ، سینکڑوں اشعار اس کی شہادت میں پیش کئے جا سکتے ہیں لیکن یہاں صرف ایک عورت کا بیان نقل کیا جا رہا ہے جس سے عرب کے تمدن پر روشنی پڑتی ہے ، اس عورت کا نام کبشہ بتایا گیا ہے ۔

زوجی رفیع العماد طویل النجاد عظیم الرماد قریب البیت من النادؔ[2]

اس باسلیقہ خاتون نے چار لفظ بولے ہیں مگر ہر لفظ اس دور کے تہذیب و تمدن کے پورے پورے باب کا عنوان ہے ۔

(۱) الف) امراء اور رؤسا (شیوخ) اپنے محل کے لئے بلند مقام تجویز کرتے تھے[3] مکان کی چوکی بھی اونچی رکھتے تھے ، دروازے بڑے بڑے ، دیوان خانوں کے ستون بہت اونچے اونچے خوش منظر اور ہوادار ہونے کے علاوہ اس بلندی کا مقصد یہ بھی ہوتا تھا کہ باہر سے آنے والوں کو تلاش اور پوچھ گچھ کی ضرورت نہ پیش آئے ۔

---

[1] مجمع البحار ، تحت لفظ زھر ۔ [2] بخاری شریف ص۷۷۹ حدیث ام زرع ۔

[3] بڑے لوگ اپنے محلات بلند مقام پر اس لئے بناتے تھے کہ باہر سے آنے والے وفود آسانی سے پہنچ سکیں خصوصاً رات کی اندھیری میں ان کی روشنی رہنما ثابت ہو ۔

(۱) فتح الباری ج ۹ ص ۲۱۶

رات کے وقت بلند مکان کی کسی بلند جگہ پر آگ جلا دیا کرتے تھے تو رہنمائی کے علاوہ صاحب خانہ کی طرف سے سفر کرنے والوں کے لئے قیام و طعام کی خاموش پیش کش بھی ہو جاتی تھی۔

کبشہ نے اپنے پہلے لفظ میں اس تمام تفصیل کی طرف اشارہ کیا ہے کہ میرے شوہر کے محل کے ستون بہت بلند ہیں جن کی وجہ سے یہ محل دور سے نظر آتا ہے اور آنے والے قافلے، وفود اور رات کو سفر کرنے والے آسانی سے وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ (فتح الباری ص ۲۶۹ ج ۹)

(ب) دوسرے لفظ طویل النجاد سے اشارہ کیا ہے کہ وہ بہادر، باوجاہت اور تلوار کا دھنی ہے۔

(ج) تیسرا لفظ عظیم الرماد یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اس کے یہاں مہمانوں کا تانتا بندھا رہتا ہے، ہر وقت کھانے پکتے رہتے ہیں، پکانے والوں کو اتنی فرصت بھی نہیں ملتی کہ تنوروں اور چولھوں کی راکھ صاف کردیں اس لئے راکھ کے ڈھیر لگے رہتے ہیں۔

(د) چوتھے لفظ کا منشاء یہ ہے کہ وہ عوامی لیڈر ہے، دانش مند اور صاحب الرائے ہے، نادی یعنی قبیلہ کی پنچایت گھر کے قریب ہی اس کو اپنی قیامگاہ اور آرامگاہ رکھنی پڑتی ہے تاکہ لوگ آسانی سے مل سکیں اور یہ ان کو مشورہ دے سکے۔

اب یہ معلوم کرلینا دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ بیرونی مہمانوں یا مقامی احباب کی دعوت میں بکری یا دنبے کا گوشت یا مرغ مسلم نہیں پیش کیا جاتا تھا، نہ ایسے گوشت کی کوئی اہمیت اور قدر تھی، صرف اونٹ کے کوہان کا گوشت ان کی نظر میں مخصوص طعام ہوتا تھا، بڑے لوگوں کی میزبانی یہی ہوتی تھی کہ اونٹ کے کوہان کا گوشت اس کے پسندے اور اس کے کباب پیش کریں، ظاہر ہے یہ اسراف اور فضول خرچی کی آخری حد تھی۔

قریش کے بڑے بڑے سردار اور رؤساء عتبہ، امیہ بن خلف، ابوجہل وغیرہ جو جنگ بدر میں مارے گئے تھے اور جن کی لاشیں ایک پرانے کنویں میں جو اب بیکار ہو چکا تھا ڈلوادی گئی تھیں، ان کے ہم مشرب اور ہمدرد شاعر ابوبکر بن شعوب نے ان کے مرثیہ میں کہا تھا[۱]؎

وما ذا بالقليب قليب بدر   من الشيزى تتزين بالسنام

وما ذا بالقليب قليب بدر   من القينات والشرب الكرام[۲]

۱؎ بخاری شریف ص ۵۵۸۔   ۲؎ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

یہ کیا ہے ؟ اس کنویں میں جس کو قلیب بدر کہا جاتا ہے ، وہ سردار پڑے ہوئے ہیں جن کے یہاں آبنوس کی کشتیاں (طشت) (دعوت کے موقع پر) پیش کی جاتی تھیں جو کوہان کے گوشت سے آراستہ ہوتی تھیں (جن پر کوہان کے پارچے اور کباب چنے ہوئے ہوتے تھے)۔

اور یہ کیا ہے کہ بدر کے اس اندھے کنویں میں ان سرداروں کو دیکھ رہا ہوں جن کے یہاں معززین کا اجتماع ہوتا تھا، گانے والیاں اپنا فن دکھاتی تھیں، شراب کا دور چلتا تھا، ان کی محفلیں خورد نوش اور رقص و سرود سے پر کیف رہتی تھیں۔ (فتح الباری ومجمع البحار)

کوہان کا گوشت اگرچہ گراں پڑتا تھا کیونکہ چند سیر گوشت کے لئے پورا اونٹ ختم کرنا ہوتا تھا، مگر

حاشیہ صـ ۱۱

کـ ابن ہشام نے اس مرثیہ کے ۹ شعر نقل کئے ہیں، مطلع یہ ہے ؎

تحیی بالسلامۃ ام بکر وھل بعد قومی من سلام

(ام بکر (بیوی کی کنیت) مجھے سلام کرتے ہوئے سلامتی کی دعا دیتی ہے، کیا سلامتی کی دعا کا کوئی موقع ہے جب میری قوم ختم ہو چکی) دلچسپی کے لئے آخری شعر ملاحظہ فرمالیجئے ؎

یحدثنا الرسول بان سنحیا وکیف حیاۃ اصداء وھام

(یہ جو رسول ہیں ہم سے کہتے ہیں کہ ہم عنقریب زندہ کئے جائیں گے اور حالانکہ جبکہ مرنے والوں کی روحیں صداء اور ھام بن چکیں تو پھر وہ دوبارہ زندگی کیسے پا سکتے ہیں۔) ان کا عقیدہ تھا کہ جس مقتول کا قصاص نہ لیا جائے تو اسکی روح الو (بوم) میں حلول کر جاتی ہے اور پکارتی پھرتی ہے اسقونی پیاسی ہوں مجھے پانی پلاؤ۔ جب قصاص لے لیا جاتا ہے تب یہ صورت ختم ہو جاتی ہے۔ الو کو صداء اور اس قسم کی روح کو ھام کہا کرتے تھے۔ ھام کے معنٰی کھوپری کے بھی ہیں، ان کا عقیدہ یہ بھی تھا کہ یہ روح کھوپری کے راستہ سے نکلتی ہے اس لئے روح کو ھام کہا کرتے تھے۔ بخاری نے صرف یہ چار شعر نقل کئے ہیں، قصیدے کی جان یہی ہیں، ہمارے موضوع سے متعلق صرف یہ دو شعر تھے جو نقل کئے گئے۔

یعنی اونٹوں سے چار کام لئے جاتے ہیں :۔

ہم سفر اور ہم کفو (دوستوں اور رشتہ داروں) کو بخشش میں دئے جاتے ہیں ۔ مہمانوں کے سلئے ذبح کئے جاتے ہیں ۔ ان کی جو قیمت وصول ہوتی ہے وہ شراب نوشی اور قمار بازی (جوئے) میں خرچ کردی جاتی ہے ۔

یہ سخاوت جو فضول خرچی کی حدود کو بھی پار کر جاتی تھی ان کے ضابطہ اخلاق میں صحت مند تھی جس کے برخلاف کنجوسی کے متعلق یہ تصور تھا :

ای داء ادوأ من البخل[1] (کونسی بیماری بخل سے زیادہ خراب بیماری ہوسکتی ہے)۔

چستی، مستعدی، جفاکشی، خوداعتمادی اور بہادری

خشک و بے آب و گیاہ صحرا اور گرم پہاڑوں میں ان کی قبائلی زندگی نے ان کو قدرتی طور پر جفاکش محنتی اور چست بنا دیا تھا ۔ تھوڑی سی غذا پر قناعت اور ہر وقت چوکنا اور ہوشیار رہنا ان کا مزاج بنگیا تھا نوجوان کی تعریف یہ تھی :

مضجعہ کمسل شطبۃ ۔ و تشبعہ ذراع الجفرۃ[2]

یعنی پیر پھیلا کر نہیں سوتا، کروٹ سے کچھ نیند لے لیتا ہے مگر سونے کے وقت بھی اس کی چستی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ کروٹ بستر پر نہیں لگتی بلکہ بستر سے الگ اٹھی ہوئی رہتی ہے جیسے برہنہ تلوار زمین پر رکھ دی جائے تو اس کے بیچ کا خمدار حصہ زمین سے اٹھا رہیگا اور اس چستی، مستعدی اور کم خوابی کے ساتھ خوراک کی حالت یہ ہے کہ بکری کے بچہ کے صرف ایک دست کا گوشت اس کو شکم سیر کر دیتا ہے ۔

عرب میں کوئی سلطنت نہیں تھی، نہ پولیس یا فوج کا کوئی نظام تھا ۔ ہر ایک قبیلہ اپنی جگہ آزاد مملکت تھا، وہ اپنی آزادی کا خود ذمہ دار اور محافظ ہوتا تھا، پھر جس طرح قبیلہ کو اپنے اوپر اعتماد کرنا پڑتا تھا، ایسے ہی اس کا ہر ایک فرد بھی خود اعتمادی کا پیکر ہوتا تھا، وہ اپنے اشعار اور قصائد میں انہیں

---

[1] بخاری شریف ص ۴۴۲ ۔ [2] بخاری شریف ص ۷۸۰ ۔

منچلے سردار سخاوت کی جولانیوں کو اقتصاد کے پیمانے سے نہیں ناپتے تھے معمولی سا اشارہ ہوا اور کوہان حاضر۔

محفل مے میں مغنیہ نے حضرۃ حمزہ[۱] کو مخاطب کر کے کہدیا الا یا حمز للشرف النواء ہاں ہاں حمزہ! یہ اونچے کوہان والی فربہ اونٹنیاں، حضرت حمزہ فوراً اٹھے، دو اونٹنیاں جو صحن میں کھڑی ہوئی تھیں ان کے کوہان تراش لئے، کوکھیں چاک کر کے ان کے جگر نکال لئے، یاران محفل کی مدارات کے لئے انھیں کی ضرورت[۲] تھی۔

حجر بن خالد اپنی مہمان[۳] نوازی کی صورت یہ بیان کرتا ہے:

سدیف السنام تستریہ اصابعہ یحلب ضرس الضیف فینا اذا شتی

یعنی موسم سرما میں جب کہ عموماً قحط ہوا کرتا ہے ہم اپنے مہمان کی مدارات اس طرح کرتے ہیں کہ کوہان کے پارچے اس کے سامنے رکھ دیتے ہیں وہ چربی دار بوٹیوں کو خود منتخب کرتا ہے جن کی حالت یہ ہوتی ہے کہ جب وہ کھاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی داڑھ دودھ دوہ رہی ہے اور اس بوٹی سے دودھ کی دھاریں پھوٹ رہی ہیں۔

سبرۃ بن عمر فقعسی[۴] نے مندرجہ ذیل شعر میں اگرچہ اپنے قبیلہ کا بجٹ پیش کیا ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ عرب کے ہر ایک قبیلہ کا آمد و خرچ یہی ہوا کرتا تھا ؎

نحابی بہا اکفاءنا و نہینہا ونشرب فی اثمانہا ونقامر

۱؎ یہ سید الشہداء حمزہ ہیں، رضی اللہ عنہ۔ اس وقت تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔ اور جب حرمتِ شراب کا اعلان ہوا تو انھیں مے خواروں نے جن کی گھٹی میں شراب پڑی تھی وہ مستعدی دکھائی جس کی نظیر نہیں مل سکتی، جیسے ہی کانوں میں آواز پڑی کہ شراب حرام ہو گئی تو تحقیق کی ضرورت بھی نہیں سمجھی جو ہاتھ جام و سبو کی گردش میں مصروف تھے مٹکوں کی طرف بڑھے اور خمہائے مے ریزہ ریزہ کر دیئے گئے، گلی کوچوں میں شراب کا سیلاب آگیا، چلنا پھرنا مشکل ہو گیا۔ (بخاری شریف ص) ۲؎ بخاری شریف ص۳۱۹ و ص۳۲۰

۳؎ دیوان حماسہ۔ ۴؎ ایضاً۔

اوصاف پر فخر کیا کرتے تھے۔

تابّط شرا اپنی حالت بیان کرتا ہے:

قلیل غرار النوم اکبر همه   دم الثار او یلقی کمیا مسفعا

قلیل ادخار الزاد الا تعلة   فقد نشز الشرسوف والتصق المعا

نیند کا تھوڑا سا جھپکا لے لیتا ہے (یہی اس کا معمول ہے) اس کی تمام توجہ اس میں مصروف رہتی ہے کہ دشمن سے قصاص کس طرح لے یا کسی ایسے مسلح بہادر سے جو ایسا جفاکش اور جنگجو ہو کہ جنگ بازی سے اس کے چہرہ کا رنگ بدل گیا ہو، مقابلہ کس طرح کرے۔

وہ صرف طبیعت کو بہلانے کے لئے تھوڑا سا توشہ اپنے ساتھ رکھتا ہے اور قلتِ غذا کے سبب سے وہ ایسا دبلا ہو گیا ہے کہ پسلیوں کی ہڈیوں کے سرے اوپر کو ابھر آئے ہیں اور انتڑیاں جڑ گئی ہیں (ایک دوسرے سے مل گئی ہیں)۔

مردوں کی طرح خود اعتمادی عورتوں میں بھی ہوتی تھی۔ ازدواجی تعلقات میں بھی خود اعتمادی کی پوری جھلک ہوتی تھی، بظاہر یہی سبب تھا کہ رشتہ نکاح ایک دوسرے کو عمر بھر کے لئے جکڑ بند نہیں کر دیتا تھا، جب ضرورت ہوتی طلاق کے ذریعہ یہ رشتہ توڑ دیا جاتا تھا، پھر مطلقہ کے بھی طلبگار رہتے تھے، نکاح اور طلاق زندگی کے معمولی واقعات سمجھے جاتے تھے۔

پابندیٔ قول و عہد

قول و پیمان کی پابندی، بدعہدی سے نفرت، اپنی روایات کو زندہ رکھنا اور ضرورت پڑے تو تحفظِ روایات کے لئے مر مٹنا عرب کے جوہری اوصاف تھے۔ وہ شخص عرب کہلانے کا مستحق نہیں ہوتا تھا جو ان اوصاف کا حامل اور امین نہ ہو۔ بڑے بڑے قومی شعراء کے قصائد کا موضوع یہی اوصاف ہوا کرتے تھے اور انہی اوصاف کے معیار پر قبائل کی عظمت و شرافت کے مراتب قائم کئے جاتے تھے، چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

(۱) سید البشر محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا سفرِ ہجرت قریشِ مکہ کے علی الرغم ایک انقلاب انگیز مگر نہایت پرخطر اور حد درجہ رازدارانہ اقدام تھا۔ اس سفر کا پورا انتظام سب سے زیادہ فداکار اور رازدار مخلص رفیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس رازداری کے ساتھ کیا کہ اپنے والد ماجد ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو بھی

اس کی خبر نہیں ہونے دی۔

خفیہ راستوں سے سفر کی کامیابی کا مدار رہنماءِ سفر کی مہارت اور اس کی خیر خواہی اور دیانت داری پر ہوتا تھا، ایسے ماہرینِ سفر کو "خرّیت" کہا جاتا تھا۔

مدّ سب سے زیادہ عجیب بات جو اس موقع پر عرض کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اس نہایت پرخطر اور راز دارانہ سفر کا خرّیت کوئی مسلمان نہیں تھا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو منتخب کیا تھا جو ... کفار قریش کا ہم مذہب تھا، وہ اونٹنیاں جن پر یہ خطرناک سفر طے کرنا تھا اسی "خرّیت" کے حوالے کر دی گئی تھیں جس کا نام عبداللہ بن اریقط تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ رات کی اندھیری میں مکہ سے روانہ ہوئے غارِ ثور میں روپوش ہو گئے، تین روز وہاں قیام فرمایا، قریش مکہ نے ان کو گرفتار کرنے والے کے لئے بڑے بڑے انعام کا اعلان کر دیا اور خدا جانے اس انعام کے لالچ میں کتنے لوگ دوڑے؛ لیکن عبداللہ بن اریقط کو کوئی بھی لالچ متاثر نہیں کر سکا وہ طے کردہ پروگرام کے مطابق تیسرے روز ٹھیک وقت پر دونوں اونٹنیاں لے کر غارِ ثور پر پہنچا اور ہجرت کرنے والے رفقاء کو لے کر غیر معروف راستہ سے روانہ ہو گیا اور تقریباً تین سو میل لمبی مسافت کو چار روز میں طے کرا کر مدینہ طیبہ پہنچا دیا۔ کفارِ قریش کے ہم مذہب عبداللہ بن اریقط کی یہ وفاداری کیا اس لئے تھی کہ وہ اپنے پیشہ خرّیتی (رہنمائی) میں دیانتدار تھا یا اس لئے تھی کہ وہ درپردہ اسلام کا خیر خواہ تھا؟۔

اس واقعہ کی روایت کرنے والی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ابن اریقط کی وفاداری اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اعتماد کی وجہ یہ بیان فرماتی ہیں:

قد غمس حلفا فی آل العاص بن وائل السھمی ..... فامناہ۔

اس نے عاص بن وائل السہمی کے خاندان سے وہ معاہدہ کر رکھا تھا جس کو یمین غموس کہا کرتے تھے، اس پر یہ دونوں مقدس بزرگ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) مطمئن ہو گئے تھے۔

۱ھ علی دین کفار قریش۔ بخاری شریف ص ۵۵۴ — ۲ھ حاشیہ اگلے صفحہ پر

عاص بن وائل سہمی وہی رئیس ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حلیف تھا جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

(۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو پورا مکہ برافروختہ ہوگیا، ایک بہت بڑا ہجوم ان کے مکان پر چڑھ دوڑا، آپ کے صاحبزادے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) بیان فرماتے ہیں میں مکان کی چھت پر کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا پورا میدان برافروختہ ہجوم سے پٹا ہوا تھا، سب طرف یہی شور تھا:

صبا عمر عمر دین سے پھر گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص آیا، بڑی شان و شوکت کا آدمی تھا، یمنی ازار اور چادر جو حبرہ کہلاتی تھیں زیب تن تھیں، قمیص میں ریشمی کپڑے کی کفیں لگی ہوئی تھیں، وہ مجمع کو چیرتا ہوا مکان کے اندر والد صاحب (حضرت عمرؓ) کے پاس پہنچا، ان سے دریافت کیا کیا بات ہے، یہ ہجوم کیسا ہے؟ آپ کی قوم کے آدمی کہہ رہے ہیں کہ عمر کو مار ڈالیں گے اس جرم میں کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں، حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ اس رئیس نے برجستہ کہا ہرگز ایسا نہیں کر سکتے، میں نے تم کو امن دیدیا۔

یہ رئیس حضرت عمر فاروق سے یہ گفتگو کرکے باہر آیا، لوگوں کو مخاطب کیا، یہ ہجوم کیسا ہے؟ کیا چاہتے ہو؟۔ ہجوم نے جواب دیا عمر اپنے دین سے برگشتہ ہوگیا ہے، ہم اس کو قتل کریں گے۔

رئیس۔ عمر میری پناہ میں ہیں تم ان کا بال بیکا نہیں کر سکتے۔

عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں، جیسے ہی اس شخص کی زبان سے امن اور پناہ کے الفاظ نکلے سارا مجمع کائی کی طرح چھٹ گیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ شخص کون ہے؟ مجھے بتایا گیا یہ عاص ابن[1] وائل ہے، قبیلہ بنو سہیم کا سردار، جو ہمارے قبیلہ کا حلیف[2] ہے۔

حاشیہ ص۱۶

بڑے پیالہ یا بادیہ میں خون یا خاص قسم کا خوشبودار سیال جس کو خلوق کہا کرتے تھے، یا رنگدار پانی بھر کر اس میں معاہدہ کرنے والے ہاتھ ڈال کر عہد کیا کرتے تھے، اس کو یمین غموس کہا کرتے تھے۔ ہندوستان میں بھی پانی میں نمک ڈال کر معاہدہ کیا کرتے تھے کہ اگر ہم اس کی خلاف ورزی کریں تو نمک کی طرح گھل کر فنا ہو جائیں۔

[1] یہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔ [2] بخاری شریف ص۵۴۵۔

(۳) ابوسفیان قریش مکہ کا سربراہ' اسلام اور مسلمانوں کا سخت دشمن، جنگِ احد کا بانی جو غزوہ بدر میں مسلمانوں سے بُری طرح شکست کھا چکا تھا جس کے بعد اس کی قیادت کا آفتاب بھی ڈھلنے لگا تھا۔ وہ قریش کے تاجروں کے ساتھ شام پہنچا ہوا ہے، شہنشاہِ روم "ہرقل" بھی یروشلم کی زیارت کے لئے شام آیا ہوا ہے، اسی زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی ہرقل "عظیم الروم" کے نام پہنچتا ہے۔ ہرقل اس "مدعی نبوت" (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق تحقیق کرنا چاہتا ہے اور جب اسے معلوم

حاشیہ ص۱۷

تاریخ اسلام کے مشہور سیاستدان حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دست راست حضرت عمرو بن العاص کے والد (قسطلانی ص۲۶۲ ج۴) اور مشہور عابد و زاہد صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص کے دادا۔ یہ عاص بن وائل جس کو عاصی بن وائل بھی کہتے ہیں مسلمان نہیں ہوا ہجرت سے پہلے اس کا انتقال ہوگیا، ان کے بیٹے عمرو بن العاص واقعۂ ہجرت سے چھ سال بعد مسلمان ہوئے، مگر جو معاہدات تھے وہ عاص بن وائل کے مرنے سے ختم نہیں ہوئے عبداللہ بن اریقط اسی خاندان کا حلیف تھا اور عجیب بات یہ ہے کہ عاص بن وائل ان چار مشہور افراد میں سے ایک تھا جو دہریہ اور زندیق مشہور تھے۔ معاذ اللہ خدا کو بھی نہیں مانتے تھے یہ چار یہ تھے، عاصی بن وائل۔ عقبہ بن ابی معیط۔ ولید بن مغیرہ۔ ابی بن خلف۔ (عینی شرح بخاری ص۱۴۴ ج۵) یہی عاص بن وائل ہے کہ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے کچھ دام اس پر واجب تھے انھوں نے تقاضا کیا تو عاص نے جواب دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ چھوڑ دو تو میں دام ادا کروں گا۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تو مر جائے، مر کر زندہ ہو تب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔ عاص کو اب مذاق سوجھا، اس نے کہا جب میں مر کر زندہ ہوں گا تو میری دولت اور میری اولاد بھی مجھے ملے گی بس تمہارے دام وہاں ادا کردوں گا۔ (بخاری شریف ص۲۸۰) لیکن معاہدات کا معاملہ عقائد سے جدا تھا، ایک طرف اسلام کا سخت مخالف، دوسری جانب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پناہ دے رہا ہے۔

لقد صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یوید ھذا الدین برجل فاسق۔

ہوتا ہے کہ عمائدین مکہ بسلسلۂ تجارت یہاں آئے ہوئے ہیں تو انھیں دربار میں طلب کرتا ہے۔ ابوسفیان امیر قافلہ تھے لہٰذا ان سے سوالات کرتا ہے۔

ہرقل نے اپنے طور پر ایسا انتظام کر لیا تھا کہ ابوسفیان اس پر مجبور ہوں کہ وہ ہر ایک سوال کا جواب صحیح صحیح دیں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ابوسفیان نے ہر ایک سوال کا جواب نہایت معقول اور نہایت صحیح دیا۔ مگر اس بنا پر نہیں کہ وہ ہرقل کے انتظام سے متاثر تھا بلکہ خود ابوسفیان کے الفاظ میں اس کی وجہ یہ تھی:

فواللہ لولا الحیاء یومئذ من ان یاثر اصحابی عنی الکذب لحدثتہ عنی حین سالنی عنہ۔ بخاری شریف ص۱۲ ۔

یعنی مجھے اس سے شرم آئی کہ میرے ساتھی یہ کہیں گے کہ میں نے غلط بیانی کی، قسم بخدا اگر یہ شرم نہ ہوتی کہ میرے ساتھی میری غلط بیانی نقل کریں گے تو میں اپنی طرف سے کچھ باتیں کہدیتا جب وہ مجھ سے سوال کر رہا تھا۔

●●

"انوارِ مدینہ" میں

اشتہار

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے۔

"عبداللہ ابن مسعودؓ اور اُن کی فقہ"

مصنفہ ڈاکٹر حنیفہ رضمی۔

یہ ایک علمی اور تحقیقی کتاب ہے، علیگڑھ یونیورسٹی نے مصنفہ کو پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کی ہے ——

قیمت: ۹ روپے

ملنے کا پتہ: ندوۃ المصنفین، ۹۵۰۔ این سمن آباد، لاہور

رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا بشیر احمد قاسمی

جس طرح رسول فطرت کا شاہکار اور انوار الٰہی کا آئینہ دار ہوتا ہے اسی طرح یارانِ رسول رسول کے شاہکار اور کمالاتِ نبوت کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ ؎

خالق نے اگر ہستیٔ سرور کو سنوارا
اصحاب رضی اللہ عنہم کے دل ساقیٔ کوثر نے سنوارے

رسالت اپنے صحابہ کو بناتی اور سنوارتی ہے، ان کے دلوں کا تزکیہ کرتی ہے، ان کے قالب و وجود کو منور و متجلی کرتی ہے۔ کیونکہ انہی کی سیرت و کردار سے حسن نبوت آشکار ہوتا ہے اور جمالِ رسالت نمودار۔ انہی کی آئینۂ زندگی میں نبی کی شانِ تنویر و تاثیر جھلکتی ہے اور دنیا اصحاب رسول کے حالاتِ زندگی ہی سے رسول کے فیوض و کمالات و برکات کا اندازہ کرتی ہے۔

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی نشانیاں سابقہ کتبِ الٰہیہ میں مذکور تھیں اسی طرح آنحضرت کے صحابۂ کرام کی نشانیاں موجود تھیں۔ اس بات کی شہادت خود قرآن حمید دے رہا ہے،

ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ الخ

مثلاً جب فاروق اعظم بیت المقدس تشریف لے گئے تو ایک عیسائی عالم آپ کے پاس آیا اور آپ کو ایک تحریر دی جس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ یہ مال نہ عمر کا ہے نہ عمر کے بیٹے کا۔ حاضرین کی سمجھ میں یہ جواب نہ آیا اور نہ ہی آسکتا تھا لہٰذا حضرت ممدوح نے پورا واقعہ سنایا۔ فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں ایک تجارتی قافلہ کے ہمراہ میں ملک شام گیا تھا، میں اپنی کوئی چیز بھول گیا، اس کے لینے کیلئے واپس ہوا، پھر جو گیا تو قافلہ کو نہ پایا۔ ایک پادری مجھے ملا اور ایک گرجا میں مجھے لے گیا۔ کچھ مٹی ایک مقام پہ پڑی تھی، اس نے مجھے

ایک پھاوڑا دیا اور ایک ٹوکری دی اور کہا کہ اس مٹی کو یہاں سے اٹھا کر وہاں ڈال دو۔ یہ کہہ کر گرجا کا دروازہ باہر سے بند کر کے چلا گیا۔ مجھے بہت غصہ آیا اور میں نے کوئی کام نہیں کیا۔ جب وہ دوپہر کو آیا اور دیکھا کہ میں نے کچھ کام نہیں کیا تو اس نے ایک گھونسہ میرے سر پر مار دیا۔ میں نے بھی اٹھ کر پھاوڑا اس کے سر پر دے مارا جس سے اس کا بھیجا نکل آیا۔ اور میں وہاں سے چل دیا۔ بقیہ دن چلتا رہا اور رات بھر بھی چلتا رہا یہاں تک کہ صبح ہوئی۔ ایک گرجا کے سامنے میں اس کے سایہ میں آرام لینے کے لئے بیٹھ گیا یہ شخص اس گرجا سے باہر نکلا اور مجھ سے پوچھا کہ تم یہاں کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا کہ میں اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا ہوں۔ پھر یہ شخص میرے لئے کھانا اور پانی لایا اور سر سے پیر تک خوب غور سے مجھے دیکھا اور کہا کہ تمام اہلِ کتاب جانتے ہیں کہ آج مجھ سے بڑا کوئی عالم کتب سابقہ کا روئے زمین پر نہیں ہے میں اس وقت یہ دیکھ رہا ہوں کہ آپ وہی شخص معلوم ہوتے ہیں جو اس گرجا سے ہمیں نکالیگا اور اس شہر پر قابض ہوگا۔ میں نے کہا "اے شخص ۔۔۔ معلوم کہاں چلا گیا۔ پھر اس نے مجھ سے پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا عمر بن الخطاب۔ تو یہ کہنے لگا اللہ کی قسم آپ ہی وہ شخص ہیں، اس میں کچھ شک نہیں، لہذا آپ مجھے ایک تحریر لکھ دیجئے اس گرجا کو میرے نام واگذار کر دیجئے۔ میں نے کہا اے شخص تو نے میرے ساتھ احسان کیا ہے اس کو مسخر اپن کر کے ضائع مت کر، مگر اس نے نہ مانا، آخر میں نے اس کو ایک تحریر لکھ دی اور مہر کر دی۔ آج یہ اسی تحریر کو لے کر میرے پاس آیا ہے اور کہتا ہے کہ اپنا وعدہ پورا کیجئے۔ میں نے اس کا جواب دیا کہ یہ مال نہ میرا ہے اور نہ میرے بیٹے کا، میں کیسے دے سکتا ہوں۔

(ازالۃ الخفاء بحوالہ دنیوری و ابن عساکر)

اب ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔ عربی عبارت کو حذف کیا جاتا ہے تاکہ مضمون طویل نہ ہو۔

ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں کعب احبار سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے اسلام کا سبب ملاء اعلیٰ سے الہام تھا۔ وہ ملک شام میں تجارت کیا کرتے تھے، انھوں نے وہاں ایک خواب دیکھا جس کو بحیرا راہب سے بیان کیا۔ اس نے پوچھا آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ حضرت صدیق نے فرمایا کہ مکہ، اس نے پوچھا کس قبیلہ کے؟ آپ نے فرمایا قریش، اس نے پیشہ پوچھا آپؓ نے فرمایا تجارت۔ تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سچا خواب دکھلایا، آپ کی قوم میں ایک نبی مبعوث ہوں گے ان کی زندگی میں آپ ان کے وزیر ہوں گے اور ان کی وفات کے بعد آپ ان کے خلیفہ ہوں گے۔ حضرت ابوبکر نے اس کو پوشیدہ رکھا

یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو حضرۃ ابوبکر آپ کے پاس گئے اور پوچھا کہ اے محمد آپ کے دعوے کی دلیل کیا ہے؟ حضور نے فرمایا کہ وہ خواب جو تم نے ملک شام میں دیکھا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر نے معانقہ کیا اور آپ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا اشھد انک رسول اللہ

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس شب مجھے معراج ہوئی اور آسمان پر میرا گذر ہوا میں نے اس میں اپنا نام لکھا ہوا پایا "محمد رسول اللہ" اور اپنے نام کے پیچھے ابوبکر صدیق کا نام دیکھا مکتوبا محمد رسول اللہ وابوبکر الصدیق خلفی۔

دار قطنی نے افراد میں اور خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابوالدرداء سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شب مجھے معراج ہوئی میں نے عرش میں ایک سبز جواہر دیکھا جس میں سفید نور سے لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق وعمر الفاروق۔

پاکستان بھر میں مشہور و مقبول

پی۔سی۔ٹی مارکہ

پُرزہ جات سائیکل

ایجنٹ

بٹ سائیکل سٹور ○ نیلا گنبد لاہور

فون دفتر: ۶۵۳۰۹ / ۶۵۹۴۲ فون فیکٹری: ۶۰۰۵۰

تعلیم الرفق فی طلب الرزق

حضرۃ مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی استاذ حدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

۴

دنیا میں ہمارے آنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم دار آخرت کے آباد کرنے اور آخرت میں خوشحال زندگی گذارنے کے لئے نیک اعمال کا ذخیرہ یہاں سے ساتھ لے جائیں، حدیث پاک ہے :- الدنیا مزرعۃ الآخرۃ یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ کھیتی اور شیئ ہے گھر اور شیئ۔ کھیتی رہائشگاہ نہیں ہوتی، رہائش کے لئے گھر ہی ہوتا ہے۔ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی حیثیت ایسی ہی ہے، دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے، ہمیشہ رہنے کا مقام آخرت ہے۔ جس شخص نے آخرت کی خوشیاں وبڑا دانا خوش قسمت اور سعادتمند ہے۔

حرام مال حاصل کرنے سے ممکن ہے دنیا کی چند روزہ زندگی میں سہولت حاصل ہو جائے مگر آخرت کا عذاب بھی سامنے ہے۔ اس عذاب کے مقابلہ میں اس تھوڑی سی راحت وسہولت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ افسوس کہ اس زمانے میں لوگوں نے مال وجاہ، رزق وطعام اور چند روزہ فانی خوشیوں کو مقصود بنا لیا ہے خدا پر کامل یقین رکھنے والا رزق کے معاملہ میں متفکر نہیں ہوتا۔ مشہور عارف شیخ فتح موصلی فرماتے ہیں کہ جنگل میں ایک نابالغ بچہ نظر آیا جو ہونٹ ہلاتے ہوئے جا رہا تھا، میں نے سلام کیا اس نے جواب دیا، میں نے پوچھا اے بچے کہاں جا رہے ہو، کہا بیت اللہ، پوچھا ہونٹ کیوں ہلا رہے ہو، کہا تلاوت قرآن کر رہا ہوں، میں نے کہا ابھی تو آپ مکلف نہیں تو اتنی فکر کیوں؟ کہا ——— میں نے دیکھا کہ موت مجھ سے چھوٹوں کو بھی نہیں چھوڑتی۔ میں نے کہا تیرے گام چھوٹے ہیں اور راستہ لمبا، اس نے کہا قدم اٹھانا میرا کام ہے اور منزل پر پہنچانا خدا کا کام ہے، میں نے

کہا زادِ راہ اور سواری بھی تو آپ کے پاس نہیں، کہا میری زادِ راہ دل کا یقین ہے اور سواری اپنے پاؤں۔ میں نے کہا کہ میں نے روٹی اور پانی کے متعلق سوال کیا یقین وغیرہ کے متعلق نہیں، کہا اے چچا اگر کوئی انسان آپکو اپنے گھر میں آنے کی دعوت دے تو زادِ راہ ساتھ لینا درست ہے؟ میں نے کہا نہیں، اس نے کہا میرے مولا نے بندوں کو اپنے گھر کی طرف بلایا اور زیارت کی اجازت دی تو یقین کی کمزوری کے سبب وہ اپنے ساتھ زادِ راہ بھی لے جانے لگے، میں نے اس کو قبیح سمجھتے ہوئے ادب کا خیال کیا، کیا مولا مجھے ضائع کردیگا؟ میں نے کہا: نہیں ہرگز نہیں۔

پھر وہ غائب ہوا، مکہ میں پھر اس سے ملاقات ہوئی۔ دیکھتے ہی اس نے کہا اے شیخ کیا آپ کا یقین ابھی تک اسی طرح ضعیف ہے؟ پھر اس نے کچھ اشعار پڑھے، جن کا مطلب یہ تھا:

- خدا میرے رزق کا ضامن ہے میں کیوں رزق کے بارے میں مخلوق کو تکلیف دوں۔
- میرا مالک میرے نفع و ضرر کا فیصلہ میری پیدائش سے پہلے کرچکا ہے۔
- جس طرح میری کمزوری رزق کیلئے مانع نہیں اسی طرح صرف ہوشیاری بھی رزق کو پیدا نہیں کرسکتی۔

واضح رہے کہ رزق کا مدار عقلمندی نہیں، ورنہ ہر کم عقل مفلس اور ہر عقلمند دولتمند ہوتا، مگر ایسا نہیں ہے بلکہ اکثر معاملہ برعکس ہوتا ہے۔ امام شافعی کے چند قیمتی اشعار ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں:

ومن الدلیل علی القضاء وحکمه ۔۔۔ بؤس اللبیب وطیب عیش الاحمق

لو ان بالحیل الغنی لوجدتنی ۔۔۔ بنجوم افلاک السماء تعلق

لکن من رزق الحجی حرم الغنی ۔۔۔ ضدان مفترقان ای تفرق

ترجمہ:

- اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ عقلمند مفلس اور کم عقل دولتمند ہوتا ہے۔
- اگر ہوشیاری اور چالاکی سے دولت ملتی تو آپ مجھے ستاروں کی طرح بلند اسباب سے متعلق پاتے۔
- مگر بات یہ ہے کہ جسے عقل نصیب ہوئی وہ عموماً (الا ماشاء اللہ) دولت سے محروم ہوتا ہے دولت اور عقل متضاد ہیں۔

ایک اور موقع پہ کسی جاہل سے خطاب کرتے ہوئے امام شافعیؒ نے فرمایا :

رزقت مالا علیٰ جہل فعشت بہ فلست اول مجنون بمرزوق

یعنی تو باوجود جاہل ہونے کے دولتمند ہو کر عیش سے رہنے لگے، سو تو کوئی پہلا مجنون دولتمند نہیں، آپ جیسے اور بھی کئی ہیں۔

فقہاء کا قول ہے کہ علماء اور عقلاء کی زندگی جہلاء کی بہ نسبت تنگ گذرتی ہے۔ امام شافعیؒ کی رائے بھی یہی ہے۔ امام جعفر صادقؒ سے کسی نے پوچھا کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ خدا جاہلوں کو عاقلوں کی بہ نسبت مال زیادہ دیتا ہے؟ فرمایا اس میں راز ہے، وہ یہ کہ عقل مند کہیں عقل کو کامل مؤثر نہ سمجھ بیٹھیں۔

بعض نے ایک اور جواب دیا ہے، وہ یہ کہ علماء اور عقلاء مال کے حصول کے لئے زیادہ کوشش نہیں کرتے ان کی نگاہِ دوررس مال سے بلند مقاصد پر ہوتی ہے، مال کو وہ ان بلند عزائم و مقاصد کے لئے صرف وسیلہ سمجھتے ہیں، مگر جہلاء کی تمام تر محنتیں مال کے لئے ہوتی ہیں اور مال ہی ان کا مقصود ہوتا ہے، اس لئے جہلاء کے پاس مال کی بہتات اور عقلاء کے پاس کمی ہوتی ہے۔

ایک جواب اور بھی ہے، وہ یہ کہ عقلاء کو جو عقل ملی ہے وہ کیا کم ہے، اس عقل کے بدلے اللہ تعالیٰ جہلاء اور حمقاء کو دولت دیتا ہے، تاکہ عقل سے محرومی کے ساتھ ساتھ مال سے تو محروم نہ ہوں۔ ان کو بھی دنیا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملنا چاہئے۔ انصاف کا تقاضا ہے کہ سب نعمتیں ایک گروہ کے پاس جمع نہ ہوں۔ واللہ اعلم۔

حضرت سلیمان علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ آپ کیوں انگشتری کو بائیں ہاتھ میں پہنتے ہیں؟ فرمایا دائیں ہاتھ کو "دایاں" ہونے کی نعمت و زینت کافی ہے، کچھ زینت تو دستِ چپ کو بھی ملے۔

بہرحال دولتمند ہونا نہ عقلمندی کی علامت ہے نہ نیک بختی کی۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں :

فکم من غبی کان اغنیٰ زمانہ وکم من ذکی مات من فقرہ قھرًا

وکم من تقی عاش فی الفقر راضیًا وکم من شقی کان اغنی الوریٰ طرًا

فقارون اغنی الناس قد کان کافرا واجر موسیٰ نفسہ حجا عشرا

فلو عملوا بالدین کانوا بحکمہ اشد الوریٰ زھدا و اکثرھم فقرا

ھما الدین والدنیا کمیزان تاجر اذا انحط منہ کفۃ علت الاخریٰ

وقد یجمع اللہ السّعادۃ فیھما لعبد و یعطی اٰخر الفقر والکفرا
واکرم بمن قد حاز فی الناس ثروۃ بسعی جمیل فی الحلال بہ اثری
کعثمان اغنی الجیش والجیش معسر وجھزہ ابلا وجھزہ تبرا

: ترجمہ :

- دیکھئے کئی بے وقوف دولتمند زمانہ ہوتے ہیں اور کئی دانشور افلاس اور فاقہ سے مجبور ہوتے ہیں۔
- کئی پرہیزگار غربت پر راضی ہوتے ہیں اور کئی بدکار سب سے بڑے غنی ہوتے ہیں۔
- دیکھئے قارون جو سب سے بڑا دولتمند تھا وہ کافر تھا۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام نے غربت کی وجہ سے کئی سال مزدوری کی۔
- اگر لوگ دین پر عمل کیا کریں تو دینداری کی وجہ سے شدت افلاس کے باوجود بڑے پرہیزگار ہوں گے ۔
- دینداری اور دولت ترازو کے دو پلڑوں کی مانند ہیں، جب ایک جھک جاتا ہے تو دوسرا بلند ہو جاتا ہے ۔
- اور گاہے اللہ تعالیٰ دینداری اور دولت دونوں کی سعادت سے ایک شخص کو نواز دیتا ہے اور گاہے افلاس اور کفر دونوں ایک شخص میں جمع ہوتے ہیں۔
- کتنا مبارک ہے وہ شخص جو دولتمند ہو گیا حلال مال میں سعی کرتے ہوئے ۔
- جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جیش عسرت (جنگ تبوک) میں مالی مدد دی ۔ فوج کو اونٹوں اور سیم و زر سے تیار کیا ۔ باقی آئندہ ۔ ۔ ۔

دعا کی درخواست

ہمارے جامعہ مدنیہ کے ایک طالب علم مولوی غلام محمد بلتستانی کی والدہ صاحبہ اور ایک اور طالب علم مولوی محمد سلیم کے چچا صاحب کی وفات ہو گئی ـــ قارئین کرام سے دونوں کے لئے دعاءِ مغفرت کی استدعاء کی جاتی ہے ۔

حضرت علامہ مولانا عبدالمنان الہاشمی رحمۃ اللہ

جناب مسلم غازی

اے کہ تیری ذات فکر و فن کا تابندہ نشاں
تاجدارِ علم و دانش، نورِ چشم عارفاں

حاملِ صدق و دیانت صاحبِ حلم و کرم
پیکرِ مہر و مروت، روح جسم دوستاں

رہروانِ راہِ حق کی رہبری تیرا شعار
قافلے تکتے رہیں گے تیرے قدموں کے نشاں

آج کی دنیا کو بخشا تو نے عرفانِ حیات
تو نہ ہو کر بھی ہمیشہ ہے ہمارے درمیاں

تا ثریا تو نے پھینکی علم و دانش کی کمند
فکر گونگی تھی مگر تو بن گیا اسکی زباں

ذاکرِ ذکرِ الٰہی عالمِ شرعِ متیں،
عابدِ شب زندہ دار و عاشقِ آشفتہ جاں

داعیِ حق حلقہ دارِ عاشقانِ مصطفیٰ
فخرِ دنیا فخرِ دیں فخرِ زمین و آسماں

"لا" سے "تا اللہ" کی تفسیر تیری زندگی
اے مجاہد گونجتی ہے وشت میں تیری اذاں

موت کی آغوش تیری زندگانی کی امیں
قبر، دنیاوی بکھیڑوں سے الگ دار الاماں

آسماں تیرے ترنم کی ثنا خوانی کرے
نور چھانے تیرے سینے سے فلک پہ کہکشاں

زندگی بھر تو نے مہکایا دبستانِ سخن
یاد تیری دل میں صبح و شام لیتی چٹکیاں

الوداع اے مقتدائے کاروانِ اہلِ دل
الفراق اے شاعرِ ملت امامِ عاشقاں!

قطعۂ تاریخِ وفات

ویران ہوا کیسا یہ ملکِ سخن آہ
بے نور سا لگتا ہے گلزارِ وطن آہ

تاریخِ وفات ان کی لکھنے کیلئے غازی
دل نے یہ کہا "یا رب سردارِ سخن آہ"

۱۳۹۴ھ

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ کی مجلس میں

(قسط ۲)

محترم جناب الحاج مولانا عبد الکریم صاحب صابر
مدیر ہفت روزہ "مخلص" ڈیرہ اسمٰعیل خان

●

آپ آخری وقت میں سحری سے فارغ ہوا کرتے تھے۔ بعض اوقات مدرسہ بانسکنڈی کے طلبہ (جو کہ مہمانوں کی خدمت پر مامور تھے) تنگئ وقت کے باوجود بچے ہوئے کھانے کو تبرک سمجھتے ہوئے کھانے لگ جاتے۔ مجھے یہ بات بہت کھٹکتی۔ کئی مرتبہ انہیں یہ کہہ کر منع بھی کیا کہ چند ہی منٹ تو رہتے ہیں اور تم کھا رہے ہو، آپ لوگوں کی یہ حرکت کس قدر خلاف احتیاط ہے۔

ایک مرتبہ میرے اس ذہنی اضطراب کو محسوس کرتے ہوئے حضرتؒ نے فرمایا حتیٰ یتبین لکم الخیط الابیض الخ میں لفظ "تبین" استعمال کیا گیا ہے۔ جس کا صریح مطلب ہے کہ سحری کا اختتام اس وقت ہوتا ہے جب سپیدۂ سحر پوری طرح نمودار ہو جائے، محض شبہ اور وہم پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوا کرتا۔

○

یہ بھی بانسکنڈی ہی کا واقعہ ہے، ایک مرتبہ حضرت کمرے میں تشریف فرما تھے، کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور بہت سے لوگ حاضر تھے، جو حضرات دروازے کے قریب تھے انکو سامنے سے ایک بھاری بھرکم بزرگ آتے ہوئے نظر آئے، کسی صاحب نے کہا کہ دیکھئے فلاں صاحب کس طرح جھومتے ہوئے آرہے ہیں۔ جب وہ کمرے میں پہنچ گئے تو حضرت انہیں مخاطب کر کے تفریحاً فرمانے لگے کہ دیکھئے یہ صاحب آپ کے بارے میں کہہ رہے تھے کہ کیسے ہاتھی کی طرح جھومتے ہوئے آرہے ہیں۔ حضرت کی اس بات پر لوگ ہنس پڑے اور

بات ختم ہو گئی۔ لیکن میں اس ذہنی خلجان میں مبتلا رہا کہ متکلم نے جب ہاتھی کا لفظ استعمال نہیں کیا تو حضرتؒ نے کیوں فرمایا؟۔

حضرت کے قریب بیٹھا ہوا میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت نے فرمایا ہاتھی کے لفظ کا اضافہ میں نے کیا ہے، ان صاحب کا مقصد یہی تھا۔

حضرت کے اس ارشاد سے میرا تردد رفع ہو گیا۔

المکہ پریس
خلیق و دیانتدار عملہ
بہترین و با رعایت طباعت
۵۔ شارع فاطمہ جناح، لاہور

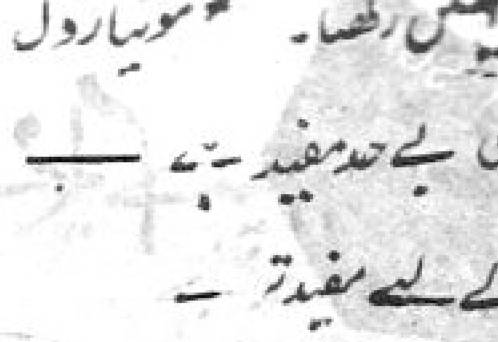
موتیاروک
موتیاروک، موتیابند کا بلا اپریشن علاج ہے * موتیاروک بینائی کو تیز کرتا ہے اور چشمہ کی ضرورت نہیں رکھتا۔ * موتیاروک دھند۔ جالا۔ ککروں کے لیے بھی بے حد مفید ہے۔
* موتیاروک آنکھ کے ہر مرض کے لیے مفید ہے۔
بیت الحکمت لوہاری منڈی لاہور

حنیف رنگنی ریبرنگ۔ ۵۔ ہسپتال روڈ لاہور
ع کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی
ہمارے یہاں ریتیوں کی بہترین ٹکائی اور دھلائی کا کام نہایت تسلی بخش ہوتا ہے۔

پاکستان میں گھر گھر مقبول
پنجاب سوپ فیکٹری (رجسٹرڈ) لاہور
کے ماڈرن پلانٹ پر تیار کردہ
اعلیٰ کوالٹی کے صابن
بلا مارکہ رجسٹرڈ
پنجاب سپیشل
ٹائیلٹ سوپ
شیونگ کپ سوپ
لانڈری سوپ
اعلیٰ کوالٹی - مناسب دام
PINK Rose
TOILET SOAP
Manufactured by PUNJAB SOAP FACTORY (Regd) LAHORE
Kasturi
MUSK
TOILET SOAP
Manufactured by PUNJAB SOAP FACTORY (Regd) LAHORE
تیار کردہ
پنجاب سوپ فیکٹری (رجسٹرڈ)
بیرون شیرانوالہ گیٹ - لاہور

تقریظ و تبصرہ

نماز آموز

مصنف : جناب عبدالحق صاحب مرحوم، بانی مدرسۃ البنات، لاہور۔

طابع و ناشر : خان عبدالحق صاحب۔

صفحات : ۴۸　　قیمت : ۷۵/۰

ملنے کا پتہ : المکتبۃ العلمیہ ۱۵ لیک روڈ لاہور۔

یہ رسالہ انگریزی داں اور اردو داں حضرات کیلئے بہت ہی مفید ہے۔ نماز کی تمام دعاؤں کا ترجمہ ایسے انداز سے لکھا گیا ہے کہ ہر ہر لفظ کا ترجمہ بھی ذہن نشین ہوتا چلا جائے۔ اسکولوں اور کالجوں کے طلبہ کے لئے ایک عمدہ تحفہ ہے۔

تدریس القرآن جدید حصہ اول

مصنف : حضرت مولانا محمد اجمل صاحب مدظلہ۔

طابع و ناشر : مکتبہ اشاعت اسلام، جامع مسجد رحمانیہ، قلعہ گوجر سنگھ، عبدالکریم روڈ، لاہور۔

صفحات : ۶۴ ـ کتابت و طباعت عمدہ۔

یہ رسالہ اس انداز سے لکھا گیا ہے کہ دو تین ماہ کی محنت سے طالب قرآن کریم کی اتنی استعداد ہو جائیگی کہ وہ کسی سے قرآن مجید سنے یا خود پڑھے گا تو اس کے معانی سمجھ میں آنے لگیں گے۔ اس رسالہ میں جمع مفرد حروف کی اقسام اور آسان قرآنی آیات اور چہل احادیث دی گئی ہیں، کھانے پینے کی چیزوں ماہ و ایام کے نام اور رشتہ داروں کے رشتوں کے نام، حیوانات، میوہ جات، معدنیات اور ملبوسات

اعضاءِ انسانی گنتی وغیرہ بھی اسی رسالہ میں دیدی گئی ہے۔ آخر میں عربی ہی زبان میں دلچسپ حکایات بھی درج ہیں۔

آدابُ الدُّعاء

مصنفہ : حضرت مولانا محمد اجمل مدظلہٗ۔

طابع و ناشر : مکتبہ اشاعتِ اسلام جامع مسجد رحمانیہ قلعہ گوجر سنگھ عبدالکریم روڈ لاہور

تعداد صفحات : ۱۸۴۔

اس کتاب کے بعض مضامین بطور نمونہ ماہنامہ انوار مدینہ میں طبع بھی ہوتے رہے ہیں۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر جدید ترین طرز پر لکھی گئی ہے اور ایک انمول موتی ہے۔ مصنف مدظلہ نے اسکی تحریر و تدوین میں تقریباً چوہتر کتابوں کی مراجعت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ناظرین کو اس کے ثمرات نصیب ہوں۔ (حامد میاں غفرلہٗ)

غزل

اسد اللہ طارق

خزاں بنائے گی کتنے گلوں کو افسانے
لُٹیں گے کتنے چمن یہ بہار کیا جانے

خزاں پہ تہمتِ بربادیٔ چمن کیوں ہے
بہار نے بھی تو پیدا کیے ہیں ویرانے

یہ ہو نہ ہو کسی طوفاں کا پیش خیمہ ہے
حقیقتوں سے اُلجھنے لگے ہیں افسانے

ہنوز اہلِ خرد کو پناہ دیتے ہیں
ہم ایسے چاکِ گریباں ہم ایسے دیوانے

یہ چشمِ ساقیٔ محفل کی بے رُخی، توبہ!
چھلک کے رہ گئے کس بے بسی سے پیمانے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۸۷۸

موت کا منظر
احوالِ برزخ

ہر ایک جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے

احوال یوم القیامۃ
احوالِ جہنم

بے نمازیوں اور سود خوروں، رشوت خوروں، شرابیوں اور زانیوں کے ہولناک انجام سے باخبر ہونے کے لیے یہ کتاب ضرور ضرور پڑھیں

موت کا منظر

مع

مرنے کے بعد کیا ہوگا؟

ملاحظہ فرمائیں

ناشر خواجہ محمد اسلام کھڈیاں خاص ضلع لاہور پاکستان

جنت کے نظارے
ایمان پر اخلاقی جرائم کا اثر

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

علاماتِ قیامت
سچے موتی

سرورق نفیس پرنٹرز - لاہور